رجسٹرڈ ال ۴۲۷

کلمات طیبات امام الزمان

سلسلہ الرحمن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۰ جلد ۵

غرض اس دعا میں اول منعم علیہ گروہ کے کمال مراتب کے حصول کی تعلیم ہے پس جب تک انسان اپنے اندرونی سلسلہ خیالات کو چھوڑ کر انا الموجود کی آواز نہ سنے دعاؤں میں لگا رہے یہ کمال تام کا درجہ ہوتا ہے پھر دوسرا مرتبہ **صدیق** کا ہے صدیق کامل اسوقت تک جب نہیں ہوتا جب تک **توبۃ النصوح** کے ساتھ صدق کو نہ کھینچے قرآن کریم تمام صداقتوں کا مجموعہ اور **صدق** تام ہے جب تک خود صادق نہ بنے **صدق** کے کمال اور مراتب سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے۔

صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اسکے نکات و حقائق پر اطلاع ملتی ہے چونکہ کذب کو کھینچتا ہے اس لئے کبھی بھی کاذب قرآنی معارف اور حقائق سے آگاہ نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ **لا یمسہ الا المطہرون** فرمایا گیا ہے۔

پھر تیسرا مرتبہ **شہید** کا ہے عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مرگیا وغیرہ مگر میں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفا کرنا اور اسی حد تک اسکو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اسکو متغیر نہیں کر سکتا وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اسکو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اسکو ملتا ہے اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اسکو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اسکو سرور اسکی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اس کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو انکو پیس ڈالے انکو پہنچتی ہے وہ ان کو ایک نئی زندگی نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے یہ ہیں شہید کے معنی

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے عبادت شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد **فیہ شفاء للناس** کا مصداق ہے یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ انکی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔

اور پھر **شہید** اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے اس کا نام **احسان** بھی ہے۔

چوتھا درجہ **صالحین** کا ہے جنکو سو اور دیر سے صاف کر دیا گیا ہے اور ان کے قلوب صاف ہو گئے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے

پرمیشر کی طرح نہ کسی روح (جیو) کو پیدا کر سکے نہ مادہ کو اور نہ اپنے طالبگاروں کو اور صادقوں کو بھی شانتی اور مُکتی دے سکے۔ نہیں بلکہ اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے جو اپنی قدرتوں اور طاقتوں میں بے نظیر اور لاشریک خدا ہے مگر ہاں اس کا قانون یہی ہے کہ ہر ایک کام ایک ترتیب اور تدریج سے ہوتا ہے۔ اس لیے صبر اور حسن ظن سے اگر کام نہ لیا جائے تو کامیابی مشکل ہے مجھے یاد ہے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ پہلے بزرگ پھونک مار کر آسمان پر پہونچا دیتے تھے میں نے کہا کہ تم غلطی کرتے ہو خدا تعالے کا یہ قانون نہیں ہے۔ اگر ایک مکان میں فرش کرنے لگو تو پہلے ضروری ہوگا کہ اس میں کوئی حصہ قابل مرمت ہو تو اسکی مرمت کرنی پڑے گی اور جہاں جہاں گندگی اور ناپاکی پڑی ہوئی ہوتی ہے اسکو فنایل وغیرہ سے صاف کیا جاتا ہے۔ غرض بہت سی تدبیروں اور حیلوں کے بعد وہ اس قابل ہوگا کہ انہیں فرش بچھایا جاوے اسی طرح پر انسان کا دل اس سے پیشتر کہ خدا تعالے کے رہنے کے قابل ہو وہ شیطان کا تخت ہے اور سلطنت شیطان میں ہے۔ اب دوسری سلطنت کے لیے اس شیطانی سلطنت کا قلع و قمع ضروری ہے۔ نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو حق کی طلب میں نکلے اور پھر حسن ظن سے کام نہ لے۔ ایک گل گوہی کو دیکھو کہ اسکو مٹی کا برتن بنانے میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے دھوبی ہی کو دیکھو کہ وہ ایک ناپاک اور میلے کچیلے کپڑے کو جب صاف کرنے لگتا ہے تو کسقدر کام اسکو کرنے پڑتے ہیں کبھی کپڑے کو بھٹی پر چڑھاتا ہے کبھی اسکو صابن لگاتا ہے پھر اس کی میل کچیل کو مختلف تدبیروں سے نکالتا ہے آخر وہ صاف ہو کر سفید نکل آتا ہے اور جسقدر میل اسکے اندر ہوتی ہے سب نکل جاتی ہے جب ادنی ادنی چیزوں کے لئے اسقدر صبر کام لینا پڑتا ہے تو پھر کسقدر نادان ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کی اصلاح کے واسطے اور دل کی غلاظتوں اور گندگیوں کو دور کرنے کے لئے یہ خواہش کرے کہ یہ پھونک مارنے سے نکل جائیں اور قلب صاف ہو جائے۔ یاد رکھو اصلاح کے لئے صبر شرط ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی مزکی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے۔ اول دروازہ جو کھلتا ہے وہ گند کی دور ہونے سے کھلتا ہے۔ جن پلید چیزوں کو مناسبت ہوتی ہے وہ اندر رہتی ہیں لیکن جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہوتی ہے کیونکہ پاکیزہ روح کے ساتھ جسکو قرآن کریم اور اسلام کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں اس کے ساتھ تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب تک پیدا ہو جاتا ہے ہاں۔ خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی + پر عمل ہونا چاہیے اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے آخر اللہ تعالیٰ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کو وہ نور اور اور روشنی عطا کرے گا جس کا وہ جویا ہوتا ہے۔ میں تو حیران ہو جاتا ہوں اور کچھ سمجھ نہیں آتا کہ انسان کیوں دلیری کرتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ

خدا ہے۔

ہم نے جس شخص کا ذکر کیا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا کہ پہلے بزرگ پھونک مار کر غوث و قطب بنا دیتے تھے میں نے اسکو یہی کہا کہ یہ درست نہیں ہے یہ خدا تعالیٰ کا قانون نہیں ہے تم مجاہدہ کرو تب اللہ تعالے اپنی راہیں تم پر کھولے گا۔ اس نے کچھ توجہ نہ کی اور چلا گیا ایک مدت کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا تو اسکو اس پہلی حالت سے بھی ابتر پایا۔ غرض انسان کی بدقسمتی یہی ہے کہ وہ جلدی کا قانون تجویز کر لیتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے کہ جلدی کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں تو تدریج اور ترتیب ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دہریہ ہو جاتا ہے دہریت کا پہلا زینہ یہی ہے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ یا تو بڑے بڑے دعوے اور خواہشیں پیش کرتے ہیں کہ یہ ہو جائیں اور وہ بن جائیں اور یا پھر آخر ارذل زندگی کو قبول کر لیتے ہیں۔ ایک شخص میرے پاس کچھ مانگنے آیا جوگی تھا اس نے کہا کہ میں فلاں جگہ گیا فلاں مرد کے پاس گیا۔ آخر اسکی حالت اور انداز گفتگو سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ مانگ کر گذارہ کر لینا چاہیے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ صبر سے کام لیا جائے سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

گر نباشد دوست راہ بردن
شرط عشق ست در طلب مردن

اللہ تعالے تو آخیر حد تک دیکھتا ہے جسکو کچا اور غدار دیکھتا ہے وہ اس کی جناب میں راہ نہیں پا سکتا۔

طلبگار باید صبور و حمول
کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول

کیمیا گر باوجودیکہ جانتا ہے کہ اب تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی صبر کے ساتھ اس پھونکا پھانکی میں لگا ہی رہتا ہے۔ میرا مطلب اس سے یہی ہے کہ اول صبر کی ضرورت ہے جس کے ساتھ اگر رشد کا مادہ ہے تو اللہ تعالے ضائع نہیں کرتا۔ اصل غرض تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ محبت تو ایک دوسرا درجہ ہے یا نتیجہ ہے سب سے اول تو ضروری یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر بھی یقین پیدا ہو اس کے بعد روح میں خود ایک جذب پیدا ہو جاتا ہے جو خود بخود اللہ تعالے کیطرف کھچی چلی آتی ہے جس جس قدر معرفت

اور بصیرت بڑھے گی اسی قدر لذت اور سرور بڑھتا جائے گا معرفت کے بغیر تو کبھی لذت پیدا نہیں ہو سکتی ذوق شوق کا اصل سرا تو معرفت ہی ہے۔ معرفت ہی ایک شے ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے معرفت اور محبت کے اجتماع سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ سرور ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی خوبصورتی کا حسن دیکھ لینا ہی تو محبت پیدا نہیں کر سکتا جب تک اس کے متعلق معرفت نہ ہو۔ یقیناً سمجھو کہ محبت بدوں معرفت کے محال ہے۔ جو شخص ہو ہے اس کی معرفت کے بغیر محبت کیا؟ یہ ایک خیالی بات ہے بہت سے لوگ ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا سمجھ لیتے ہیں بھلا وہ خدا میں کیا لذت پا سکتے ہیں جیسے عیسائی ہیں کہ حضرت مسیح کو خدا بنا رہے ہیں اور اس پر خدا محبت ہے خدا محبت ہے پکارتے پھرتے ہیں ان کی محبت حقیقی محبت نہیں ہو سکتی ایک ادعائی اور خیالی محبت ہے جب کہ خدا تعالیٰ کی بابت ان کو صحیح معرفت ہی نصیب نہیں ہوئی پس سب سے پہلے پھر یہ ضروری ہے کہ اول صحیح عقیدہ کرے۔ ہندو کچھ اور پیش کرتے ہیں عیسائی کچھ اور ہی دکھاتے ہیں جینی کسی اور خدا کو پیش کرتے ہیں مسلمانوں کا وہی خدا ہے جس کو انھوں نے قرآن کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جب تک اسکو شناخت نہ کیا جائے۔ خدا کے ساتھ کوئی تعلق اور محبت پیدا نہیں ہو سکتی نرے دعوے سے تو کچھ نہیں بنتا۔ (باقی آئندہ)

طاعون

آج کل اکثر مقامات میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً طاعون کا بہت زور شور ہے یہانتک کہ خود گورنمنٹ بھی اسکی حفاظت اور معالجہ سے عاجز آگئی حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی پہلے بھی اطلاع دی تھی اور لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلائی تھی مگر لوگوں نے بجائے توبہ و استغفار کے استہزا کیا اور کہنے لگے کہ طاعون کیوں نہیں پھیلی خدا جانے ان کی عقلوں پر کسطرح کے سیاہ پردے پڑ گئے اور دل کی آنکھیں بند ہو گئیں کہ عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ اب پھر حضرت امام موعود علیہ السلام نے اپنی رحیمانہ کریمانہ شان سے اور جوش ہمدردی خلائق سے جو آپ کی ذات ستودہ صفات میں خدا نے رکھی ہے دنیا کو متنبہ فرمایا ہے اور توبہ و استغفار اور خوف الٰہی کیطرف متوجہ کیا ہے ہر ایک کو چاہیئے کہ خوف و خشیت سے ہمیشہ لرزتا رہے اور رحمت الٰہی کا ہر وقت طالب رہے مامور کی عداوت خسر الدنیا و العقبیٰ بنا دیتی ہے اور بجز بد نتیجہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس کا اشتہار یہ ہے غور سے پڑھو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کو میں نے طاعون کے بارے میں ایک پیشگوئی شائع کی تھی اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ دکھلایا گیا ہے کہ اس ملک کے مختلف مقاموں میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے ہیں اور وہ طاعون کے پودے ہیں اور میں نے اطلاع دی تھی کہ توبہ اور استغفار سے وہ پودے دور ہو سکتے ہیں مگر بجائے توبہ و استغفار کے وہ اشتہار بڑی ہنسی اور ٹھٹھے سے پڑھا گیا اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ پیشگوئی ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے۔ خدا ملک کو اس آفت سے بچائے۔ اگر خدانخواستہ اس کی ترقی ہوئی تو وہ ایک ایسی بلا ہے جس کے تصور سے بدن کانپتا ہے سو اے عزیزو اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بلا جو بہت نزدیک آگئی ہے خدا اسکو نابود کرے اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے مگر صرف زمینی کوشش کافی نہیں ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے یہ بلا اسی کے ارادہ سے ملک میں پھیلی ہے کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کریگی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہیئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ سے اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں۔ بالخصوص میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہی وقت توبہ اور استغفار کا ہے جب بلا نازل ہو گئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سخت سیلاب پر پہلی توبہ سے بند لگاؤ۔ باہمی ہمدردی اختیار کرو۔ ایک دوسرے کو تکبر اور کینہ سے نہ دیکھو۔ خدا کے حقوق ادا کرو اور مخلوق کے بھی تا تم دونوں کے بھی شفیع ہو جاؤ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ آدمی کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس

شہر سے دفع کی جائیگی ۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانیوالی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود سے خالی ہے تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو ۔ ایسے شہر سے نکلنا جس طرح طبی قواعد کے رو سے مفید ہے ایسا ہی روحانی قواعد کے رو سے بھی ۔ مگر جس میں گناہ کا زہریلا مادہ ہو وہ بہرحال خطرناک حالت میں ہے پاک صحبت میں رہو کہ پاک صحبت اور پاکوں کی دعا اس زہر کا علاج ہے دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے ۔

نکال دی گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اور اب تک مکہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے ۔ میں اس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا اور وہ یہ ہے الامراض تشاع والنفوس تضاع ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انه اوی القریة ۔ یہ الہام اشتہار ۲۶ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے اور یہ طاعون کے بارے میں ہے ۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنیوالے ہیں ۔ مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا یعنی بشرط توبہ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے کہ ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم

۴۴ میں فرماتا ہے ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وبا وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہو ۔ پس چونکہ وہ نبی علیہ السلام کامل راستباز تھا اس لئے لاکھوں کی جانوں کا وہ شفیع ہو گیا یہی وجہ ہے کہ مکہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھتے رہے امن کی جگہ رہا اور پھر جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کا اسوقت نام یثرب تھا جس کے معنے ہیں ہلاک کرنیوالا یعنی اسمیں سخت وبا پڑا کرتی تھی آپ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب اس کے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اس کا نام مدینہ ہوگا یعنی تمدن اور آبادی کی جگہ اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لئے

یہ خدا کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے ۔ وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الهدی

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء

بیعت

اذا جاء نصر الله والفتح وانتهی امر الزمان الینا الیس هذا بالحق

عثمان خانصاحب ۔ اندیگرہ ۔ ملک میسور
حسن احمد صاحب ۔ قادر پورہ ،،
کریم بیگ صاحب ۔ دلمن کرہ ،،

میر قادر حسین صاحب کورگن ہلی ،،
محمد علی صاحب ۔ ہسال ،،
محمد عبد القادر صاحب ۔ کولار ،،
محمد حسن صاحب ۔ ہنسی کوٹہ ،،
سید پیر صاحب ۔ دیون کوٹہ ،،
عبد الستار صاحب ۔ ایرہلی ،،
محمد حسین صاحب ۔ نرساپور ،،
میر یوسف علیصاحب ۔ کیل کوٹہ ،،
احمد خاں صاحب ۔ وکلیری ،،
محمد فتح اللہ صاحب ۔ کاشتی ،،
سید وار حسین صاحب ۔ گنکٹور ،،
محمد امام صاحب ۔ کولار ،،
سید علی صاحب ۔ من چن ہلی ،،
سید اکبر صاحب ۔ ،، ،،
حیدر حسین صاحب ۔ دیون کوٹہ ،،
احمد حسین صاحب ۔ کورگن ہلی ،،
شیخ امام صاحب ۔ جینیا ،،
محمد عبد الکریم صاحب ۔ کولار ،،
محمد سکندر بخش صاحب کولاپور ،،
محمد قادر حسین صاحب ۔ بھیر کور ،،
حسن بیگ صاحب ۔ چین سندر ،،
کمال خان صاحب ۔ حسن پور ،،
محمد نصیر الدین صاحب ۔ سادن ہلی ،،
شیخ حیدر صاحب ۔ سندگوڑی ،،
سید احمد صاحب ۔ کولار ،،
سید مخدوم صاحب ۔ ،، ،،
محمد غوث صاحب ۔ کولور ،،
حسن بیگ صاحب ۔ تبنٹور ،،
رحمان خانصاحب ۔ کریم خانصاحب کولار
محمد عبد الغفار صاحب کولار کریم بیگ صاحب سولور
پیر حسن صاحب کولار ۔ محمد ابراہیم صاحب کولار
شیخ پیارا ندیصاحب ترکار ہلی ۔ سید ادریس صاحب [illegible]
قادر نواز خانصاحب ۔ سادن ہلی ۔ حیدر حسین صاحب [illegible]
سید کبیر علیصاحب ۔ رناجی داگ ۔ محمد یوسف حسین صاحب
رناجی داگ ۔ محمد قادر علیصاحب
محمد علیصاحب کولار ۔ صاحب جان صاحب [illegible]
محمد قادر بخش صاحب ترچور محمد عبد العزیز صاحب بجنور ۔ محمد حمید صاحب برگی ۔
عبد الرحمن صاحب ہس ہلی ۔ محمد حیدر صاحب ہسال سید حیدر صاحب ہسال ۔ حسین بخش صاحب کولار ۔ عبد الکریم صاحب کولار
میزان کل ۵۳ (۵۳)

ایڈریس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صاحبان! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج یہ جلسہ اس تقریب سے منعقد کیا گیا ہے کہ میرے ایک مہربان دوست اخویم جنی فی اللہ **حضرت رحمت علی صاحب** اپنی خدمات دینی و دنیوی برٹش افریقہ میں بجا لاکر اپنے وطن کی طرف تشریف لے جانے والے ہیں چونکہ یہ دوست حضرت اقدس **میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود** و مہدی معہود کے ایک سچے مخلص اور جوشیلے خادم ہیں اور انھوں نے اپنے آقا اور سید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار میں سے ایک خاص بہرہ حاصل کیا ہے اور اپنے دل کو ان نوروں کا ایک رنگ دلایا ہے جس سے ہمارا پاک امام بابرکت حضرت خیر الانام خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم منور ہو کر آیا ہے اس لئے ان کے اس رخصت کے موقعہ پہ میں نے مناسب جانا کہ اپنے دوست کو ایک خاص اڈریس دوں جس میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی جماعت کی کارروائی کا جو کہ آج تک افریقہ میں ہو چکی ہے ایک بریف سکیچ بھی شامل ہو اور اس طریقے سے اپنے باقیماندہ برادران طریقت کی توجہ عالی کو اس طرف مبذول کروں کہ اس پاک سلسلہ کی اشاعت میں وہ آئندہ اپنے جان و مال و آبرو سے اسی طرح مصروف رہیں جس کا نمونہ میرے مہربان دوست رحمت علی اپنے ایک خوارق عادت تغیر کے ساتھ قائم کر چکے ہیں۔ میرے اس دوست کو فطرتی طور پر جو اسلام سے محبت تھی اور ہے حضرت اقدس مسیح موعود سے بیعت کی شرف یابی در اصل اس پر ایک تازیانہ تھا پاک مذہب **اسلام** جس قربانی کو چاہتا ہے اس قربانی کو دینے کے لئے میرے اس دوست نے اپنی روحانی پیدائش کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اپنی گردن کو رکھدیا اور اپنے جان اور مال اور آبرو کو ایک **مرسل من اللہ** کے ہاتھ میں ایک خدا کی طرف سے **رفعنا لک ذکرک** کا خطاب حاصل کیا۔

میرے مہربان دوستو مجھے اپنے اس دوست کی جدائی پر یہ ایڈریس دینے کی یہ وجہ ہے کہ جب سے میں اور میرے دوست اس **افریقہ** کی سرزمین میں وارد ہوئے ہیں میں نے اس امر کو بخوبی محسوس کیا ہے کہ اس کی روح کو میری روح کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ ہم دونوں پر ایک زمانہ بھی گذر چکا ہے کہ روحوں کی مناسبت تو دل میں گدگدیاں پیدا کر کے ادھر مجھے مجبور کرتی تھی کہ چل اور رحمت علی سے مل اور ادھر رحمت علی صاحب کے دل میں یہ امنگ پیدا کرتی تھی کہ محمد افضل سے رشتۂ الفت باندھ۔ اس زمانہ میں تکذیب اور تحقیر حق کی زہریلی ہوا نے چلکر چونکہ بہت سے صحیح الفطرت انسانوں کو بھی عارضی طور پر اپنے اثر سے مؤثر کر دیا تھا جس سے ہمارا دوست بھی محفوظ نہ رہ چکا تھا اور اس زہر کا اثر یا مرض کا مادہ خاص طور پر اپنا عمل اس وقت کیا کرتا تھا جب کہ اس پاک سلسلہ کا کوئی ممبر ایسے مریض کے سامنے آ جایا کرتا تھا اس لئے جب کبھی میرے انکی ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا تو مزاجوں کی ناموافقت فوراً ہی حجاب فراق درمیان میں حائل کر دیتی تھی مگر چونکہ میرے دوست کے دل میں قبولیت حق کا مادہ موجود تھا اور یہ تمام عوارض تغیر زمانہ کے لحاظ سے عارضی طور پر لاحق ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو جلد تر برگزیدہ کیا اور اس پاک سلسلہ کا اعلیٰ ممبر بنا کر اپنے مامور حضرت مسیح موعود کی مسیحائی کا کامل ثبوت اہالیان پنجاب کو افریقہ میں ایک حجت کو پورا کیا۔ چونکہ افریقہ میں ہمارے مشن کی اشاعت کو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اس لئے آپ صاحبان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایسے مہربان کی جدائی پر ایسا جلسہ اور اڈریس غیر مناسب نہیں ہے۔

کسی مشن کی اشاعت کے واسطے سب سے زیادہ مؤثر طریقہ اپنا عملی نمونہ ہے وہی ہسپتال جس میں کبھی نماز اور نمازیوں پر تمسخر کیا جاتا تھا اور اس پاک سلسلہ کو فحش الفاظ کے ساتھ یاد کرنا ایک فرض منصبی خیال کیا جاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی پاک تبدیلی اور عملی نمونہ کی وجہ سے کل یوگنڈا ریلوے میں ایک اسلام گڑھ بنگیا۔ ہفتہ وار جلسہ ہونے لگا جس میں ملازمان ہسپتال اور بیمار لوگ شامل ہو ہو کر دینیات کے مضامین سے مستفید ہونے لگے اور بہت سے مذہب سے بے بہرہ لوگوں کو دینیات سے ایک خاص واقفیت اور دلچسپی ہونے لگی۔

اس پاک تبدیلی کے بعد ہسپتال صرف جسمانی عوارض کا شفا خانہ ہی نہیں رہا بلکہ روحانی بیمار بھی آ کر تزکیہ نفوس کے نسخے اور لکچر پی پی کر شفایاب ہوتے رہے۔ آسمانی کمال کے حاصل کرنے کے دو اصول جو تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہیں ان کو بجا لانے میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی عمر کے تقاضا کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ اس عالم شباب اور جوانی کے ایام میں لذات دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر جب کبھی ان کو اپنی ڈیوٹی سے فرصت ملی تو تلاوت قرآن مجید ان کا شغل رہا اور بہت تھوڑے عرصہ میں بلا امداد کسی شخص کے انھوں نے قرآن شریف کا فہم حاصل کر لیا۔ فہم قرآن میں ان کی یہ ترقی ان کی پاکیزگی پر دلیل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شفقت علیٰ خلق اللہ کی تکمیل کا کافی موقعہ ان کو ہسپتال سے بڑھکر کہاں مل سکتا ہے۔ ایسے فارق ممالک میں جہاں پر لوگ آئے ہوئے ہوں اور جہاں ہسپتال ایک وسیلہ اپنے بچھڑے

ہوے دوستوں اور پیاروں کی ملاقات کا ہو اور پھر خصوصاً جہاں بیچارے بیمار لوگ اپنی اپنی قسمت پر ہی چھوڑے جاتے ہوں ایسے مقام پر جسقدر مظالم ہو سکتے ہیں اسکو کون نہیں سمجھ سکتا اس پاک تبدیلی نے شفقت علیٰ خلق اللہ کے پہلو پر جو رنگ چڑھایا اسکی چمک صرف افریقہ کے کناروں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ سمندر کو چیر کر پنجاب کے مرکز اور گرد و نواح میں پہونچی۔ بیمار لوگوں کے آرام کیواسطے جن جن اشیاء کا ہونا ضروری ہے اور وہ ہسپتال میں نہ تھیں ان کی تجاویز کی گئیں۔ اور ان کے واسطے گوشت سبزی اور مصالحہ جات وغیرہ کی منظوری کرائی گئی۔ ہر ایک قسم کے ظلم بیماروں پر بند ہوگئے اور وہ لوگ سکھ اور آرام کی نیند سونے لگے کوئی بیمار ایسا نہ رہا جس کے منہ سے ڈاکٹر صاحب کے حق میں کلمہ دعائیہ نہ نکل سنا ہو۔

یہ شفقت اور ہمدردی محض للہ بنی نوع انسان پر دیکھکر بہت سے ایسے لوگوں کی شکستہ امیدیں پھر بندھ گئیں جو اپنے خویش و اقارب کے ۳ سال کے اگریمنٹ کی خبر سنکر اس دراز عرصہ میں ان کی ملاقات سے مایوس ہو چکے تھے۔ وہ بیمار جن کے لئے شفا خانہ ایک عارضی خانہ بن گیا ہوا تھا اب ان کو یہاں کا زمین و آسمان بدلا ہوا معلوم ہونے لگا۔ کسی امر حق کی اشاعت کے واسطے حسن اوصاف اور اخلاق سے کسی شخص کو بہ حیثیت ایک حواری ہونے کے متصف ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے وہبی طور پر وہ میرے مہربان دوست کو عطا کئے اور یہ انہیں اخلاق حسنہ کا نتیجہ ہے کہ مشرقی افریقہ کے کنارہ سے لیکر یوگنڈا تک ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کو ڈاکٹر صاحب کی روانگی کا رنج ہے۔ ان کے طریق علاج اور پسندیدہ وضع نے ڈسٹرکٹ انجینیروں اور چیف انجینیر صاحب کے دل میں بھی جگہ کی ہوئی تھی۔

میں اس امر کے اظہار سے رک نہیں سکتا کہ ہمارا یہ دوست اس جماعت میں داخل ہونے کے بعد افریقہ میں اہالیان پنجاب کی نظروں میں ہماری جماعت میں ایک اعلیٰ ممبر سمجھا گیا اور اس کے درجات کی ترقی اور اسکی بہبودگی کو عوام الناس کل جماعت کی ترقی اور بہبودی تصور کرتے رہے اور واقعی میں ڈاکٹر صاحب اسکے مستحق بھی ہیں کیونکہ جو پاک نمونہ اپنی زندگی اور اتقا اور اکتساب انوار کا اپنی عمر کے تقاضا سے انھوں نے دکھلایا ہے اس کی نظیر کسی دوسرے ہمعصر میں پائی نہیں گئی۔

ہمارا دوست اگرچہ رخصت ہوتا ہے اور ایک جدائی کا داغ ہمارے دلوں پر چھوڑتا ہے اور ممکن تھا کہ یہ داغ اپنی طبعی عمر کے تقاضا کے بعد مٹ بھی جاتا مگر اپنے **باقیات الصالحات** جو وہ چھوڑ چلا ہے وہ ہمیشہ اس کی یاد دلا دلا کر اس داغ کو پھر از سر نو تازہ کرینگی۔

ہمیں معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرۃ اس کے ساتھ ہے اور جو کچھ اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے وہ بہت ہی اس کے مناسب حال ہے۔ ہمارا اختیار نہیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر میں دخل دیویں۔ بہرحال ہم اسکی روانگی کی رو سے مبارکباد دیتے ہیں۔ جس جہاز پر وہ سوار ہو اور جہاں وہ مقام کرے وہ جہاز اور وہ مقام اور ہر ایک سفر و حضر اس کے لئے مبارک ہو اور وہ ان کے لئے باعث رحمت الٰہی ہو

ہماری یہ التجا ہے کہ اس پچیسالہ رفاقت و اخوۃ کو مدنظر رکھکر ڈاکٹر صاحب اپنی دعاؤں میں ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں اور ہمیشہ اپنے حالات سے بذریعہ خط اطلاع دیتے رہیں۔ وہ مبارک زمین ہوگی اور اس زمین کے باشندوں کے بخت خفتہ بیدار ہوں گے جہاں ہمارے دوست ڈیوٹی پر متعین ہوں گے۔ فقط

خاکسار

محمد افضل احمدی از نیروبی۔

مشرقی افریقہ میں حضرت مسیح موعود کے مشن کی کارروائی کی مختصر پچیسالہ رپورٹ

خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو کہ اس نے اپنے **مامور** سے کیا ہوا ہے اور جو **ازالہ اوہام** جلد ۲ کے صفحہ ۵۰۰ پر درج ہے۔

وہ اس گروہ کو بہت بڑھائیگا
اور ہزارہا صادقین کو اس میں
داخل کرے گا وہ خود اس کی
آبپاشی کرے گا اور اسکو نشوونما
دے گا یہاں تک کہ انکی کثرت
اور برکت نظروں میں عجیب ہوگی
اور وہ اس چراغ کیطرح
جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا
کے چاروں طرف اپنی روشنی کو
پھیلا دیں گے

نمبر ۱ ۱۸۹۶ء کے آغاز میں حضرت مسیح موعود کے عصر کا ایک خادم بعہدہ ٹائم کیپری اور ایک دوسرا خادم مسمی میاں **عبد اللہ** نومسلم بزمرہ قلیان یوگنڈا ریلوے تین سال کے اقرار نامہ پر امیگرانٹس کے سب سے پہلے جہاز پر ہندوستان سے مشرقی افریقہ کے بندر ممباسہ پر وارد ہوئے۔ پھر اسی سال میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے تفاوت سے ہمارے مکرم و معظم دوست **ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب** ساکن گوڑیانی ضلع رہتک ملٹری محکمہ میں اور جناب **محمد بخش صاحب** بعہدہ ہیڈ جمعداری ساکن کریانوالہ اور شیخ نور احمد صاحب ساکن جالندھر و شیخ **حامد علی صاحب** ساکن تھہ غلام نبی متصل قادیان بعہدہ جمعداری اور حافظ محمد اسحٰق صاحب

بعہدہ اوورسیری معہ اپنے بھائی میاں قطب الدین صاحب ساکن بھیرہ کی محکمہ یوگنڈا ریلوے میں ملازم ہوکر یہاں وارد ہوئے اور حضرت اقدس کی جماعت کو تقویت دی۔

نمبر ۲ - مذکورہ بالا ممبران میں سے افریقہ میں کامل تین سال تک ڈاکٹر **محمد اسمٰعیل خاں صاحب** ملٹری محکمہ میں رہے اور بڑی متانت اور حکمت کے ساتھ اسلام کے پاک اصولوں کی اشاعت کرکے ہندی مسلمان سپاہیوں کے خیالات اس طرف مائل کرتے رہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ **جہاد** کا خیال ایک سخت گناہ کبیرہ ہے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ اہل اسلام کو ہمیشہ ہمدرد اور وفادار ہونا چاہیئے - کل سپاہیوں کے واسطے ڈاکٹر صاحب کا وجود اور عمل ایک نمونہ تھا۔ اکثر لوگ فوج کے ڈاکٹر صاحب سے قرآن شریف کے سبق اور معانی تحصیل کرتے - اور آپ کی برکت صحبت سے اکثر لوگوں کو علم و دینیات کا شوق پیدا ہوا اور علمائے اسلام کی غلطی اُن پر کھُلی - بعضوں کو حضرت مسیح موعود عم کی صداقت کی خوابیں آئیں اور وہ مشرف بہ بیعت بھی ہوئے ڈاکٹر صاحب کی اس کامیابی پر محکمہ ملٹری میں ایک بڑا شور و غل ہوا اور اہل اسلام فوجی سرداروں نے یہ افترا کیا کہ ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف لوگوں کو اشتعال دیتے ہیں اور سنا ہے کہ اس امر کی رپورٹ کپتان صاحب تک بھی کی گئی تھی مگر خدا تعالیٰ نے اصل حقیقت کو کھولدیا اور مخالفین کو الٹا نادم ہونا پڑا - کیونکہ بعض سرداروں کے پاس ہندوستان سے چند ایک ایسے اسلامی اخبار آتے تھے جنمیں اُس خونی مہدی اور مسیح کے آنے کے مضامین درج ہوتے تھے جس نے آکر دنیا کو خونریزی سے بھر دینا تھا اور حضرت مسیح موعود جن پاک اصولوں کی تعلیم دیتے ہیں اُن کی مخالفت کرکے اہل اسلام کو گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور وفاداری سے اندرونی طور پر برگشتہ کیا جاتا تھا - ایسے اخبارات کی خبر کسی طرح اعلیٰ حکام کو پہونچ گئی - جس سے کپتان صاحب کو خود ہمارے مخالفین کی بدنیتی پر اطلاع ہوگئی - کیونکہ ایسے ملک میں ایسے اخبارات کا فوجی محکمہ میں ایسی حالت میں آنا جبکہ گورنمنٹ اہل اسلام سپاہیوں کو ایک مسلمان شخص کے مقابلہ کے واسطے لائے تھے بڑا سخت مضر تھا - سنا گیا ہے کہ کپتان صاحب نے اسپر سخت ایکشن لیا اور اسطرح سے مخالفوں کو ایک امر حق کے مقابلہ پر سخت زک پہونچی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو تین اور بھی ملٹری ڈاکٹر صاحب تھے جو آپ کے فیض اور برکت صحبت سے مشرف بہ بیعت حضرت مسیح موعود ہوئے چونکہ ڈاکٹر صاحب کو فوجی خدمات پر ممباسہ کے گرد و نواح دیگر بندرگاہوں پر بھی جانا پڑتا تھا اس طرح سے قریبًا مشرقی افریقہ کے کل بندرگاہوں پر اس پاک سلسلہ کی تبلیغ ہوتی رہی اور فن اشاعت میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو ایک خاص مہارت اور دلچسپی بھی ہے - اللھم زد فزد۔

نمبر ۳ دیگر ممبران جماعت منشی **محمد اسحٰق** صاحب اور سید اللہ شاہ **حامد علی** صاحب جمعدار بباعث ناموافقت آب و ہوا و دیگر ضروریات امور خانگی اختتام اگریمنٹ سے پیشتر ہندوستان واپس چلے گئے اور محکمہ ریلوے میں کامل پانچ سال تک افریقہ میں رہنے کا اتفاق صرف اس عاجز ایک خادم اور حضرت شیخ نور احمد صاحب ساکن جالندھر کے کسی اور دیرینہ خادم کو نہیں ملا - اور محکمہ ریلوے میں مخالفین کے حملے کثرت اور خصوصیت کے ساتھ ان ہر دو ممبران کی ایذا رسانی میں ہوتے رہے اور جب کبھی انہوں نے اُس آسمانی مصلح کو لوگوں کے سامنے قبولیت کے واسطے پیش کیا تو انکی سخت تحقیر اور تکذیب کی گئی اور بری بُری باتوں سے اُن کو یاد کیا گیا تب خداوند کریم نے اپنے فضل سے ان ہر دو کی دستگیری کی اور مخالفین میں سے ایک ذی رتبہ اور پسندیدہ خلائق مرد کو اس پاک آسمانی سلسلہ کیطرف رجوع دلاکر اُن کا دست و بازو بنا دیا گیا اور جب وہ بیعت میں شامل ہوگئے تب وہ اس آیت کے مصداق بنگئے **اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ** یہ صاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب رئیس زادہ الطافہ ہیں کہ جنھوں نے اپنی خداداد لیاقت اور قابلیت اور خلق خدا کی ہمدردی اور بنی نوع انسان کی سچی خدمت گذاری اور نام اور اعلیٰ کا دل ہاتھ میں لیا ہوا تھا جب خدا تعالیٰ نے انکو اپنے اس آسمانی سلسلہ کی اشاعت کے واسطے منتخب کیا تو وہ بھی باقی ہر دو کے ساتھ ملکر و یکرنگی بنی نوع انسان کو **انا الیکم لمرسلون** کہنے لگے۔ اس ندا کو سنکر وہی لوگ جو قبل ازیں ڈاکٹر صاحب کے مداح تھے اور ہمیشہ ڈاکٹر صاحب کے وجود کو خلق اللہ کے لئے غنیمت اور رحمت سمجھا کرتے تھے اور عوام الناس پر شرف دیا کرتے تھے اب ان کے مخاصم ہوگئے - اور سابقہ امتیاز کو اپنی نظر سے دور کرکے کہنے لگے **ما انتم الا بشر مثلنا وان انتم الا تکذبون** مگر ڈاکٹر صاحب نے اپنی مروت شرافت و نجابت کے مالک ہونیکی وجہ سے جو پاک تبدیلی دینی حلیہ اخلاق و اطوار و عبادات میں کی اُس نے عوام الناس کے دلوں میں مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحائی کا سکہ بٹھا دیا - اور لوگوں کے دلوں میں خود بخود یہ بات القا ہوگئی کہ افریقہ جماعت میں سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہی ایک اعلیٰ ممبر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے بیعت کے بعد اپنے مراسلات و اقارب پر تبلیغ کا دروازہ کھولا اور ہمدردی اُن کیلئے دعاؤں میں مشغول ہوئے اور تھوڑے سے عرصہ میں انکی اپنی خاندان میں سے انکے حقیقی بھائی اور دیگر چند

اعجاز المسیح

اور

شحنہ ہند کے ایڈیٹر کی پردہ دری

خدا کے برگزیدہ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں سچی ہو کر ہی رہتی ہیں۔ بدنصیب ایڈیٹر نے نا عاقبت اندیشی اور بیباک سری سے خدا کے ولی اور موعود پر پہلا ہی وار کیا تھا جو من عادا لی ولیا کے نشہ کا لا کر دینے والے تیا نچے تا ڑ تا ڑ اُسکے لگنے شروع ہوئے۔ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اعجاز المسیح پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "پھر اللسان العربیۃ کیا لسان مؤنث ہے جس کی صفت مؤنث لائی گئی ہے کلام مجید میں ہے ھذا لسان عربی مبین دیکھو لسان مذکر ہے بھلا جس شخص کو تذکیر و تانیث کی بھی خبر نہیں وہ کیونکر زبان عرب کا عالم و فاضل بلکہ الہامی نبی ہو سکتا ہے"۔ افسوس ان بدقسمتوں کو۔ حق کی عداوت رفق و تانی کے حلیہ سے آراستہ ہونے نہیں دیتی۔ اپنے پہلے نمونوں اور اسلاف کی طرح جوش اور استعجال سے کام لیتے ہیں۔ اگر بیا مجدد السنۃ مشرقیہ" تھوڑی دیر بھی تامل سے کام لیتے اور لغت عرب سے مشورہ کرتے تو اتنی جلدی اپنی خرطوم پر داغ نہ لگوا لیتے۔ افسوس سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ آپ بڑے ہی سعید ہوتے جو ابو سعید مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے حال پر ملال سے سبق لے لیتے جب مولوی صاحب موصوف نے عربی زبان میں تبحر دکھلانے کے لئے حضرت موعود علیہ السلام پر اعتراض کیا تھا کہ عجبت کا صلہ من ہی آتا ہے لام نہیں آتا۔ اور آخر کار حماسہ کے اس شعر نے عجبت لسراھا وانی تخلصت الی الخ قریب ہی سے انکے علم وفضل کی پردہ دری کی اور پھر چادر تشویر میں آپکو منہ چھپانا پڑا۔

شحنہ ہند کے ایڈیٹر صاحب یا بزعم خود مجدد السنۃ مشرقیہ صاحب سنیئے اور متوجہ ہو کر سنیئے قال ابن سیدہ اللسان المقول یذکر ویؤنث والجمع السنۃ فیمن ذکر مثل حمار و احمرۃ والسن فیمن انث مثل ذراع واذرع لان ذلک قیاس ما جاء علی فعال من المذکر والمؤنث وان اردت باللسان اللغۃ انثت وقال اللحیانی اللسان فی الکلام یذکر ویؤنث (لسان العرب للامام ابن منظور الافریقی - الطبعۃ الاولی بالمطبعۃ المیریۃ -) اللسان یذکر ویؤنث - اقرب الموارد فی فصیح العربیۃ والشوارد - بیشک ایسی صریح اور فاش غلطی بجز اس کے کہ اسے اولیاء اللہ کی معاداۃ کی نحوست کا نتیجہ کہا جائے اور اسکی نسبت کیا کہہ سکتے ہیں۔ ان نکتہ چینیوں کی فہم و دانش پر تعجب آتا ہے کہ کاغذوں کے سفید منہ کو کالا کرنے کے بغیر اور کونسا اپنا کارنامہ دنیا کو دکھاتے ہیں۔ نکتہ چیں اور معترض کو قبل از وقت نصب العین رکھنا چاہیے کہ وہ کس امر اور کس دعوے اور کس مدعی پر گرفت کرتا ہے اور وہ کس چیز کا استیصال کرتا اور کس چیز کو اس کی جگہ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں یہ اشتہار دیا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی آپکے مقابل عربی فصیح بلیغ میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھیں اور اپنی مدد میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور محمد حسن بھیں وغیرہم کو بلا لیں بلکہ اگر چاہیں تو وہ چار عرب کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں اور اس کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ " اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہوتے ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائیگا اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہیگی۔" یہ تحدی کے الفاظ تھے جن کی حیثیت اور مدعیوں کی وضع اس امر کی مقتضی تھی کہ مخالف علماء کی رگ حمیت جنبش میں آتی اور اس میعاد کے اندر سیکڑوں رسالے بالمقابل شائع ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا اور اس فوج ظفر موج کے دنگل میں خداوند کریم نے حضرت جری اللہ موعود کو خلعت فتح زیب تن فرمائی۔

مولوی احمد حسن شوکت نے اگرچہ پیر مہر علی شاہ صاحب اور پنجاب کے مولویوں کیطرف سے کنارہ ہونا پسند کیا تھا تو کیا اتنی خدمتگذاری سے اتنے بڑی اہم فرض سے عہدہ بر آ ہو سکتے تھے کہ اعجاز المسیح کے کسی لفظی پر نکتہ چینی کر دیتے اور متانت اور تقویٰ کے خلاف بیجا نہ پیرایہ اور استہزا اختیار کرتے۔ کاش لفظی نکتہ چینی ہی درست ہوتی۔ کسی کتاب کا وسیع و بسیط مضمون پر فصیح بلیغ اسلوب میں لکھنا اور ہے اور خر گردہ گیری کے تنے قلم اٹھانا اور حضرت موعود علیہ السلام نے بدرہا ایسی تحدی کی ہے مگر ان علماء اور ہا میں سے ایک بھی خواب خرگوش سے نہ اٹھا۔ ہاں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے ایک دفعہ ایک دوست کو جس نے حضرت موعود علیہ السلام کے مقابل عربی میں کچھ لکھنے کی درخواست کی تھی بجلا پرستی اور موزوں جواب دیا تھا کہ " مرزا کی عربی اردو ہوتی ہے ہم اس کے مقابل کیا لکھیں" مگر شوکر وہ دوست انکے اس جواب پر قانع نہ ہو اور فوراً بول اٹھا حضرت پھر تو مقابلہ بہت ہی آسان ہے وہ اردو لکھتے ہیں تو آپ عربی لکھکر پیش کریں دینا آپ کا لوہا مانجائیگی اور مرزا کے دعویٰ کی کمزوری سب پر کھل جائیگی مجھے رہ رہ کر افسوس آتا ہے مولوی شحنہ ہند کی اسی لیاقت پر آپ مجدد السنۃ مشرقیہ بنے ہوئے ہیں۔ اور آپکی لعنا عت اور لیا طہ پر آپنے حضرت موعود علیہ السلام کی پاک اور مبارک مصنفات پر نکتہ چینی کا ذمہ اٹھایا ہی تھا اور بہت ہی سہل بات تھی کہ آپ سے ایسی ذلت بخش غلطی نہ ہوتی اور مولوی صاحب کہ لغت عرب سے مشورہ لے لیتے مگر غیور خدا نے آپکے منہ راستی کی جانب سے پھیر دیا تاکہ آپکو ولی کی عداوت کے عوض عقاب و عذاب چکھا دے اب بھی باز آؤ اور اسی نکال کو اپنے لئے کافی اور خدا کی مشفق غیرت کا تازیانہ سمجھو سوچو اور غور کرو اشاعۃ السنہ کے بد انجام پر وہ پرچہ ایکوقت آپ ہی کا تاب تھا اور اسے ناز تھا کہ وہ پنجاب کے اہل حدیث کا سچا اور ایڈووکیٹ ہے۔ مگر برے دن جو آئے اور شامت سرور کے سر پر سوار ہوئی تو خدا کے غیور کے قوی ہاتھ حضرت مسیح موعود سے پنجہ زنی شروع کر دی۔ آج چراغ لیکر ڈھونڈو تو وہ ایڈووکیٹ کہاں ہے۔ شحنہ ہند کا ضمیمہ اور ایسے ہزار دو ہزار کاغذ نکلے اور وہ وقت کے حوالہ ہو گئے اور ہونگے۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ مولویوں نے ایسے شخص کو اپنا وکیل بنایا اور اس کے ضمیمہ کی اعانت میں شامل ہوئے ہیں جو اتنا بھی نہیں جانتا کہ لسان کا لفظ عربی لسان میں مذکر اور مؤنث دو نوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور باوجود اسقدر نادانی کے اس شخص پر عیب لگاتا ہے کہ جسے خدا نے قرآن کریم کا ظلی معجزہ عطا فرمایا ہے اور اسکی تردید و انکار میں یہی لفظ کو سند میں لاتا ہے کہ یہ شخص لسان کے لفظ کو مؤنث لایا ہے۔ حقیقت میں ڈوب مرنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو شحنہ ہند کے ضمیمہ میں مضمون دینے پر ناز کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ لوگ شحنہ ہند کی اس ذلت سے سبق سیکھیں کہ اولیاء اللہ کی عداوت کا یہ ثمرہ ہوا کرتا ہے۔

عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء

کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور کی عجیب و غریب خاص مشہور ادویات
جواہر گولیاں
عجیب و غریب گولیاں حافظ صحت و مقوی بدن ہیں۔ ان کے کھانے سے طبیعت بشاش رہتی اور خیالات خوش پیدا ہوتے ہیں سستی ضعف
ناطاقتی دور ہو جاتی ہے چہرے کی زردی۔ آنکھوں کا پیلا پن جاتا رہتا ہے۔ خون میں تازگی اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ امراض معدہ و جگر و فساد خون
کے واسطے اکسیر ہیں۔ توالد و تناسل کے اعضاء و اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتی ہیں۔ اور ان امراض کو دور کرتی ہیں جو بچوں کی پیدائش کو مانع ہیں۔ قیمت ۳۰ گولیاں
عجیب و غریب مرہم
مرہم عیسیٰ
درد۔ چوٹ۔ زخم۔ گھاؤ
گلٹیاں۔ خنازیر۔ سرطان
طاعون اور ہر ایک قسم کے پھوڑے
معزز بھائیو!
سرمہ جواہر
اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزاء کی خداداد تاثیر اور قدرتی خواص نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ سرمہ واقعی امراض چشم کے لئے
بے نظیر ہے۔ ضعف بصارت۔ دھند۔ تاریکی چشم۔ جالا۔ غبار۔ پھولا۔ ناخنہ۔ سبل۔ سرخی چشم
پانی جانا۔ خارش۔ رتوندھا۔ پڑوال۔ موتیا بند۔ رات کے وقت چراغ کے سامنے نظر کا منتشر ہو جانا
عینک کے سوا کام کرنے سے معذور ہونا۔ دور و نزدیک سے اشیاء کا یکساں دکھائی نہ دینا وغیرہ امراض چشم کے باعث اگر نور چشم میں فتور ہو گیا ہو
روغن شفا
یہ روغن درد گردہ اور ریگ مثانہ کے لئے اکسیر کا کام دیتا ہے۔ پتھری۔ سنگ ریزہ اور ریگ کو حل کر کے نہایت سہولت سے
خارج کر دیتا ہے
عجیب و غریب ادویات سفری کا
پاکٹ کیس
قیمت فی کیس
بکس طبیب خانہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین

کہ جب تک مواد ردیہ دور نہ ہوں اور
سوء مزاج رہے تو مزہ زبان تک کا
بھی بگڑ جاتا ہے تلخ معلوم دیتا ہے
اور جب بدن میں پوری صلاحیت
اور اصلاح ہو اُسوقت ہر ایک
شے کا اصل مزہ معلوم ہوتا ہے اور طبیعت
میں ایک قسم کی لذت اور سرور اور تیزی
اور چالاکی پائی جاتی ہے اسی طرح پر
جب انسان گناہ کی ناپاکی میں مبتلا ہوتا
ہے۔ اور روح کا قوام بگڑ جاتا ہے
پھر روحانی قوتیں کمزور ہونی شروع
ہو جاتی ہیں یہانتک کہ عبادات میں
مزہ نہیں رہتا۔ طبیعت میں ایک
گھبراہٹ اور پریشانی پائی جاتی ہے
لیکن جب **مواد ردیہ** جو گناہ کی
زندگی سے پیدا ہوئے تھے توبۃ النصوح
کے ذریعہ خارج ہونے لگیں تو **روح**
میں وہ اضطراب اور بے چینی کم ہونے
لگتی ہے یہانتک کہ آخر ایک **سکون**
اور **تسلی** ملتی ہے۔ وہ پہلے جو گناہ کی
طرف قدم اٹھانے میں راحت محسوس
ہوتی تھی اور پھر اسی فعل میں جو نفس کی
خواہش کا نتیجہ ہوتا تھا اور جھکنے میں خوشی
ملتی تھی اس طرف جھکتے ہوئے دکھ
اور رنج معلوم ہوتا ہے **روح** پر
ایک لرزہ پڑ جاتا ہے اگر اس تاریک
زندگی کا وہم یا تصور بھی آ جائے اور
پھر عبادات میں ایک لطف۔ ذوق
جوش۔ اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے
روحانی قویٰ جو گناہ آمیز زندگی سے
مردہ ہو چلے تھے ان کا نشو و نما شروع
ہوتا ہے۔ اور اخلاقی طاقتیں اپنا
ظہور کرتی ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جنکے
لئے ہر انسان دنیا میں مامور کیا گیا ہے
اور انکے حصول کے لئے **دعا** ہی
ایک زبردست ذریعہ ہے اور ہم کو
موقع دیا گیا ہے کہ پانچوں وقت ان
مراتب کو مانگیں لیکن یہاں ایک
اور مشکل ہے کہ اگرچہ **ادعونی**
استجب لکم فرمایا اور کہا گیا
ہے اور **اجیب دعوۃ الداع**
اذا دعان اور قرآن شریف پر
غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور
وہ بہت ہی قریب ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ
کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے
اور دعا کی جائے تو وہ کچھ بھی اثر
نہیں رکھتی صرف اس ایک **راز**
کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں
بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دنیا ہلاک
ہو رہی ہے۔ میں نے بہت لوگوں کو
کہتے سنا ہے کہ ہم نے بہت دعائیں
کیں اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا اور اس
نتیجہ نے اُن کو دہریہ بنا دیا۔ بات
اصل میں یہ ہے کہ ہر امر کے لئے کچھ
قواعد اور قوانین ہوتے ہیں ایسا ہی
دعا کے واسطے بھی قواعد و قوانین مقرر
ہیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری
دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس کا باعث
یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا
لحاظ نہیں رکھتے جو قبولیت دعا کے
واسطے ضروری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب کہ ایک لا نظیر
اور بیش بہا خزانہ ہمارے سامنے پیش
کیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس کو
پا سکتا ہے اور لے سکتا ہے۔ کیونکہ
یہ کبھی بھی جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو قادر
خدا مان کر یہ تجویز کریں کہ جو کچھ اس نے
ہمارے سامنے رکھا ہے اور جو ہمیں
دکھایا ہے یہ محض سراب اور دھوکا
ہے ایسا وہم بھی انسان کو ہلاک
کر سکتا ہے۔ نہیں بلکہ ہر ایک اس خزانہ
کو لے سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے
یہاں کوئی کمی نہیں۔ وہ ہر ایک کو یہ
خزانے دے سکتا ہے اور پھر بھی اس
میں کمی نہیں آ سکتی۔

غرض وہ تو ہم کو نبوت کے کمالات
تک دینے کو طیار ہے لیکن ہم اس کے
لینے کی بھی سعی کریں۔ پس یاد رکھو کہ یہ
شیطانی وسوسہ اور دھوکا ہے جو
اس پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ دعا قبول
نہیں ہوئی اصل یہی ہے کہ وہ دعا
قبولیت کے آداب اور اسباب سے
خالی محض ہے پھر آسمان کے دروازے
اُس کے لئے نہیں کھلتے۔ سنو! قرآن
شریف نے کیا کہا ہے **انما یتقبل**
اللہ من المتقین اللہ تعالیٰ
متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے
جو لوگ متقی نہیں ہیں ان کی دعائیں
قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں
ہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت
ان لوگوں کی پرورش میں اپنا کام کر
رہی ہے۔ **دعاؤں کی قبولیت**
کا فیض اُن لوگوں کو ملتا ہے جو متقی
ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ متقی
کون ہوتے ہیں مگر ابھی میں ایک
اور شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا
ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ
جو متقی ہوتے ہیں بظاہر اُن کی بعض
دعائیں اُن کے حسب منشا پوری
نہیں ہوتی ہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟
یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان
لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع
نہیں جاتی لیکن چونکہ انسان عالم الغیب
نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس
دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر
پیدا کرنے والے ہیں پس اللہ تعالیٰ
کمال شفقت اور مہربانی سے اس
دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت
میں منتقل کر دیتا ہے جو اس کے واسطے
مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جیسے
ایک نادان بچہ سانپ کو ایک نرم
اور خوبصورت شے سمجھکر پکڑنے
کی جرأت کرے یا آگ کو روشن
دیکھکر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے تو
کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی
ہی نادان سے نادان بھی کیوں
نہ ہو کبھی پسند کرے گی کہ اسکا
بچہ سانپ کو پکڑ لے یا اپنی خواہش
کے موافق آگ کا ایک روشن کوئلہ
اس کے ہاتھ پر رکھدے؟ ہرگز
نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ
اس کی زندگی کو گزند پہنچائے
گا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب
اور عالم الکل ہے اور مہربان ماں
سے بھی زیادہ رحیم کریم ہے اور

مالک کے دل میں بھی یہ رافت اور محبت اسی نے ڈالی ہے وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے لئے دعا کر بیٹھے جو اس کے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اسکو فی الفور منظور کر لے۔ نہیں بلکہ وہ اس کو رد کر دیتا ہے اور اس کے بجائے اس سے بھی بہتر اسکو عطا کرتا ہے اور وہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اپنی غلطی پر بھی اس کو اطلاع ملتی ہے غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بھی بعض دعا قبول نہیں ہوتی۔ نہیں ان کی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں جو ان کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو تو اللہ تعالے اس دعا کے بدلہ میں انکو وہ چیز عطا کرتا ہے جو انکی شیٔ مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔

اب اس کے بعد پھر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ متقی کون ہوتے ہیں۔؟

درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ اللہ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم **مقرب بارگاہ الہی** ہیں اور پھر متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں انکی ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں جبکہ وہ **ولایت** اور قرب الہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا** خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی انکی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں اللہ تعالے کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا اب دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الہی کا اس طرح پر بند ہوا۔ یاد رکھو اللہ تعالی کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی اس کا انحصار **تقوی** ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلفہ رکھتا ہے ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقوی ہی کو اصول قرار دیا ہے معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقوی ہی ہے فرمایا **من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب** متقی کے لئے ہر مشکل سے ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اسکو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہونچا دیتا ہے اسکو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اسکو پتہ بھی نہ لگے۔

اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان اور دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اسکو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالی نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقوی کی راہ کہلاتی اور دوسرے لفظوں میں اسکو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور یا اسکا نام

صراط مستقیم

رکھتے ہیں۔

کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں تم نے انکی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں تو ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا ہے **انا اعتدنا للکافرین سلاسل و اغلالا و سعیرا** وہ نیکی کی طرف آ ہی نہیں سکتے اور ایسے اغلال ہیں کہ خدا کی طرف ان اغلال کی وجہ سے ایسے دبے پڑے ہیں کہ حیوانوں اور بہایم سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ انکی آنکھ ہر وقت دنیا ہی کی طرف لگی رہتی ہے اور زمین کی طرف جھکتے جاتے ہیں پھر اندر ہی اندر ایک سوزش اور جلن بھی لگی ہوئی ہوتی ہے اگر مال میں کمی ہو جاوے یا حسب مراد تدبیر میں کامیابی نہ ہو تو کڑھتے اور جلتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات سودائی اور پاگل ہو جاتے ہیں۔ یا عدالتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ واقعی بات ہے کہ بے دین آدمی سعیر سے خالی نہیں ہوتا اس لئے کہ اسکو قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا جو راحت اور تسلی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جیسے شرابی ایک جام شراب پی کر ایک اور مانگتا ہے اور مانگتا ہی جاتا ہے اور ایک جلن سی لگی رہتی ہے۔ ایسا ہی دنیادار بھی سعیر میں ہے اسکی آتش آز ایک دم بھی بجھ نہیں سکتی۔ سچی خوشحالی حقیقت میں ایک متقی ہی کے لئے ہے جسکے لئے اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے لئے دو جنت ہیں۔

متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جسقدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیادار کے حصہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت

عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے

جب کہ ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہیئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقاید زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے نازک ترین معاملہ زبان سے ہے بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے مجھے اس پر ایک **نقل** یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تو تو بہت ہی قابل رحم ہے ان تین فقروں میں تو نے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کیئے ہیں ۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی بیہودہ بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے

دیکھو اللہ تعالیٰ نے **اِیَّاکَ نَعْبُدُ** کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسا کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا۔ اس لئے ساتھ ہی **اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** کی تعلیم دیدی کہ یہ مت سمجھو کہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور پھر **ایاک اعبد یا ایاک استعین** نہیں کہا اس لئے کہ اس میں نفس کے تقدم کی بو آتی تھی۔ اور یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ تقویٰ والا کل انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے زبان سے ہی تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے۔ اور زبان کا زیان بہت جلد پیدا ہوتا ہے **حدیث شریف** میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اسقدر نقصان نہیں پہونچاتی جیسے **قول زور** اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطرار کو سور کھالے تو یہ امر دیگر ہے لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دیدے تو وہ اسلام سے دور نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھیراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو پس تم اپنی زبانوں پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو نہ بولنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔ اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جب ابو طالب آپ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا اس وقت بھی آپ نے صاف طور پر کہدیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا آپ کا اختیار ہے میرا ساتھ دیں یا نہ دیں۔

پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے اسی طرح امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے **یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ** مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھلائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اسکو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے پس یاد رکھو کہ **زبان** کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے۔ اور انداز بیان ایسا ہونا چاہیئے جو نرم اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا بھی گناہ ہے

باقی
آیندہ
انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

(ایک خط)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ مع التسلیم ثم السلام علیکم مع التکریم۔

کل میری طبیعت نہایت بے چین تھی غم غلط کرنے کو میں اپنی الماری کی طرف جھکا جس میں مختصر رسالے تھے اور ان میں سے سرم پشنز کا رسالہ جوش مذہبی نام کا لایا تھا مختصر جلدی ہی میں تمام ہو گیا اور نیند نہ آئی آخر یہ خط لکھنے بیٹھ گیا۔

میرا ابتداء میں خیال تھا کہ قوم کا دل یہ بزرگ اور ولی ہیں اسلئے قوم کا بیڑا پار ہوگا اذا اصلح اصلح الجسد کلہ قوم کا دماغ یہ علماء ہیں مولوی لوگ ان سے نفع پہونچ سکتا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجٰت۔ قوم کے مصلح اور معزز کرنے والے قوم پر حکمراں نواب و رئیس ہیں اولوا الامر منکم حج کے قومی منافع میں اور شخصی اسباب راحت میں انھی پر حج کا حکم ہے من استطاع الیہ سبیلا مگر ساتھ ہی قرآن شریف میں پڑھا اور ایک **گدی نشینوں** کی خبر ملی نمبر ۱ مثلہ کمثل الکلب۔ بئس مثل السوء۔ اخلد الی الارض۔ اور عالموں کی نسبت کہا گیا نمبر ۲ وما اختلفوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا۔ اور اصحاب دول و غنا کے متعلق خبر ملی نمبر ۳ لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا۔ الخ۔ کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا۔

یہ تو علمی اور صرف خیالی میری حالت تھی۔ پھر میں نے یقین کیا ہوا تھا کہ علم بدون عمل ایک نکما وہم ہے اس لئے بہت لوگوں کا مرید بنکر دیکھا خود طلب علم میں ہند و بین حرمین کا سفر کیا طب کا علم پڑھکر غنی بھی ایک درجہ کا حاصل کیا اور اگر اسے غنی نہ سمجھیں تو اس طب کے سلسلہ میں مجھے امراء اغنیاء سے بلکہ سلاطین کے پاس پہونچنے کا بھی موقع ملا۔ گو وہ سلطنت والے پرانی اصطلاح کے سلطان ہوں مگر آہ! میں قوم کے واسطے کوئی بابرکت وجود ثابت نہ ہوسکا

پھر مجھے یہ سوجھا کہ میں اپنے صرف اپنی خرچ سے ایسے بارہ آدمی طیار کروں جنکو ضروریات کے لئے پچاس روپے ماہانہ دیا جائے اور وہ زمانہ کی رفتار پر مصلح بنیں۔

عربی کے عالم دو — عبری کے ماہر دو
یونانی جاننے والے دو — سنسکرت جاننے والے دو
انگریزی دان۔ دو — عربی انگریزی دو

پھر اس خیال پر دو مولوی بڑے عربی دان اور میرے نزدیک بہت ٹھیک عبری پڑھنے کیلئے پہلے چریا کوٹ پھر کلکتہ کو بھیجے اور وہ دو برس میں بڑی کامل عبری دان بنکر واپس آئے۔

اور دو علی گڈھ کے کالج میں بھیجے اور سید احمد خاں کے کہنے پر ان کو ماہانہ تیس روپے کے قریب دیتے رہے۔

غرض قصہ مختصر جب یہ صاحبان میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ایک جلسہ کیا اور اپنے خیال میں اہل الرائے احباب کو جمع کیا اور پوچھا سردست کسطرح کام شروع کیا جائے تو سب ساکت ہوئے آخر میرے اصرار پر وہ عبری دان بولے آپ کو جنون ہے ہم تو طب پڑھکر روپیہ جمع کریں گے اور بس کہاں کا بکھیڑا مذہب مذہب یا قوم! یا قوم!۔

علی گڈھ والے بولے ہم نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اب پلیڈری کریں گے تو روپیہ جمع کرکے بیرسٹری کے لئے ولایت جائیں گے۔

اب مجھے گھبرا کر کچھ کہنے کا ارادہ تھا کہ ایک پیر صاحب بولے اٹھئیے ہمارے مرید بہت ہیں ہم تمھارے منشاء کے مطابق قرآن کریم انکو سنایا کریں گے۔

آخر جلسہ ما ہیں ناکامی و کامیابی (پیر صاحب کے بھولے پن کی مہربانی) برخواست۔ ایک اور صاحب علیگڈھ میں انگریزی و سنسکرت پڑھتے تھے اور برہمن کا خون بھی ان میں تھا مجھے فرمایا کہ یہ مردہ زبان ہے اور اس کے پڑھانے والے احمق پنڈت ہیں میں اب نہیں پڑھ سکتا آخر پلیڈر بن گئے اب ان کی یہ حالت ہے کہ ایک آشنا کو پرائیوٹ خط میں لکھتے ہیں کہ قادیانی لوگ لائق تھے مگر کود دائرہ اسلام سے نکل گئے۔ اور خود نہ نماز نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج۔ اور نہ قرآن کریم کا فہم یہ تہذیب اور شائستگی وہاں سیکھی۔

سید احمد خاں مجھے جانتے تھے اور میں انکو اچھی طرح جانتا تھا ان کی الدعا والاستجابۃ پر میری تحریک سے برکات الدعا رسالہ نکلا تھا جسکے بعد انھوں نے خط و کتابت کا سلسلہ مجھ سے زیادہ کرلیا اور قریب ایام مرگ مجھے لکھا کہ بدون نصرت الٰہیہ اور دعا کے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

آخر جناب میرے دل پر یہ خیال بیٹھا تاریخ کو الٹ پلٹ کر دیکھا مصلحین کے آثار دیکھے یہ طریق جو تم نے نکالے کب کامیابی اور اصلاح قوم کا باعث ہوئے۔ کیا یورپ میں پوپوں پادریوں شہزادوں سے اصلاح ہوئی۔ اسلام اللہ سے جس کا نام السلام ہے جبرئیل کی معرفت جس کا نام مطاع امین ہے محمد رسول اللہ صلعم کی ذات ہے جسکو یعصمک من الناس قرآن میں جسکو لا یاتیہ الباطل کہا گیا حرمین میں جسکے حق میں امناً آگیا ہے آیا اور اس کا ثمرہ دارالسلام ہے تو کیوں یہ معدوم ہونے لگا۔

ہاں بعض گھروں سے اگر نکل گیا تو بعض دوسرے گھروں میں ضرور جلوہ گری کرے گا۔ یہود ذلیل قوم ہوگئے تو عیسائیوں میں آیا انھوں نے غلطیاں شروع کردیں تو عرب نے اختیار کرلیا بنی امیہ کے تساہل پر عباسی جانشین ہوئے عباسیوں کی عیاشیوں پر ترک آگئے تو سلطنت اسلام میں داخل ہوگئے۔

مگر بات یہ ہے کہ ارضی دنیا تو عالم اسباب ہے کسی کے ذریعہ اور کسی سبب سے الاسلام جدید رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔

مثلاً آدم کے ذریعہ جسکی تحقیر میں ملائکہ بھی نافہمی سے شریک ہوئے تھے۔ نوح کے واسطے سے جنکا امرا و شرفا نے تمسخر کیا۔ آخر موسیٰ سے جسکو اُس زمانہ کے بادشاہ نے ھو مھین لا یکاد یبین کہا پھر نوبت آئی ہمارے سید و مولے متمم مکارم اخلاق جامع کمالات دنیا و دین کی اس یتیم بیکس۔ بے بس کے حالات سے معلوم ہوا راتوں رات شہر سے غار ثور میں اور وہاں سے مدینہ کو بھاگا دیکھو یہ سب منصوبوں نہیں ہمارے بد قدرت سے منصور و مؤید ہوتے کسی کے انتخاب سے نہیں صرف ہمارے انتخاب سے منتخب ہوئے اگر یہ صرف دنیوی لوگوں کی اعلیٰ تعلیم کا ثمرہ ہوتا تو سید احمد خان کی اولاد سید احمد خان سے بڑھ چڑھکر مصلح ہوتی۔

اس لئے میں اسوقت کی سخت ضرورتوں کو محسوس کرکے اور اپنے آپ کو مامور پاکے مامور کی جستجو میں لگا اور آخر قادیان میں اُسے پایا اور دس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ اس مختصر گاؤں میں ڈیرہ جمایا مجھے اس کی پہچان میں دقت نہیں ہوئی ضرور ماموروں کے واقعات میرے پاس تاریخوں میں موجود تھے ان کی تعلیمات کا عظیم الشان ذخیرہ یہود ہنود اور مسلمانوں میں موجود تھے کس طرح یہ لوگ پیدا ہوتے کس طرح کا نشو و نما پاتے لوگوں میں ان کے حسب و نسب کا کیا حال ہوتا ہے ان کے دماغ کیسے ان کے خیالات کیسے ان کے احباب کیسے ان کی کامیابی کیسی ان کے اعدا کی ناکامی کیسی ان کی تعلیمات بتدریج کسطرح پھیلتی ہیں غرض اس شخص کی پہلی صدا پر میں اس کے پاس پہونچا کچھ دنوں میں بیسیوں ایم۔اے۔ بی۔اے بیرسٹر ڈاکٹر اور رئیس بے بلائے بدون کسی خرچ و خوراک دینے کے اور بلا رضاعت مال موجود عراق و شام عرب و روم وہاں نظر آنے لگے یورپ و امریکہ میں بات جا پہونچی تو مجھے لیتے گذشتہ سال کا تیج ہوا اور اس دس برس میں دیکھ لیا کہ تیس ہزار کے قریب لوگ بتدریج اسکے ساتھ ہوگئے اور ہم نے ہزاروں خرچ کئے اور ایک حالت نثار نہ مل سکا

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا

ہی صادق ٹھیرا غرض اپنی طرح کا آرزومند جوش مذہبی کے بندگ کو پایا۔ تو بڑے عزم سے یہ خط لکھدیا لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔

جیسے اپنے شفاخانہ کا نسخہ مفید پایا آپ کو اس سے بھلا آگاہی دی اب اس شخص کے متعلق وہ کی تصنیف کے متعلق کہری نگاہ سے کام لیں اس کا نام ہے

مرزا غلام احمد قادیانی

اب میں خط کو ختم کرتا ہوں وانما لامرء ما نوی۔

ہاں آپ کے رسالہ جوش مذہبی سے مجھے پتہ لگا کہ آپ کو قسطنطنیہ کے حالات پر بھی کچھ آگہی ہے اس لئے عرض ہے کہ جسطرح مصر کے بے پایاں سمندر یا نیل کے فیضان سے ہر سفتہ پنجاب فیض پاتا ہے اور ہزاروں عمدہ عمدہ کتابیں ہمیں ملتی ہیں کیا قسطنطنیہ ایسی داد و دہش میں بے پروائی میں ہے روح البیان عینی شرح بخاری مجموعہ شرح مواقف کوئی عمدہ کتاب ہمیں نہیں ملی۔ تفسیر حدیث تاریخ کلام جدید آئے فلسفہ طبیعیات سیرۃ محمدیہ مدارس کے کورس اگر آپ کو حرج و تکلیف نہ ہو تو آپ ایسے پتہ بتادیں جن کے ذریعہ ہم کتابوں پر اطلاع پا سکیں اور ہم منگوا سکیں اور روپیہ باحتیاط پہونچ سکے یا بیجا ہما ضائع نہ ہوجاوے۔ نوردین

ملفوظات

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود آیۃ من آیات اللہ و نائب رحمۃ للعٰلمین الامام الہمام مجدد صدی چہاردہم محمد مہدی عالیجناب میرزا غلام احمد قادیانی ہادی الخلق الی سواء السبیل ملہم من اللہ الجلیل۔

۱۵ ستمبر ۱۹۰۰ء مطابق بست و ہشتم جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ بعد ادائے نماز مغرب شرف دیدار حضرت اقدس حاصل گردید۔ فرمودند کلام الٰہی بر سہ قسم است وحی۔ رؤیا۔ کشف۔ وحی آنکہ بلا واسطہ شخصی بر قلب ملہم فرود آید۔ و آن کلام اجلیٰ در وحی میباشد نظیرش بیان فرمودند که مثلاً حافظ صاحب نابینا کہ پیش ما نشستہ اند و سماع کلام ما گر غلطی نمی خورند۔ و نمی دانند کہ آواز مسموع کلام غیر ما باشد۔ اگرچہ از چشم ظاہر ما را نمی بینند۔ دیگر رؤیا و منام ست کہ آن کلام رنگین و لطیفہ و کنایہ دارد و ذوی الوجوہ ست چون دیدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوارہا در دست مبارک خویش با معائنہ فرمودن یکے رو بہ سطرہ خود را طول یدین و دیدن بقرہ وغیرہ و اینچنین کلام الٰہی بتعبیر طلب ست سوم کشف ست و آن تمثل ست خواہ بصورت جبرئیل باشد یا فرشتہ یا دیگر اشیاء پس آیۃ شریف خوانند کہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او

فنڈ مساکین
اور
قربانیکی کھالیں

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا فنڈ
مساکین کسقدر ہمارے معزز بھائیوں
کی مدد کا محتاج اور مستحق ہے اسکے
تفصیل کرنے کی میں کوئی ضرورت
نہیں سمجھتا۔ احتیاج کی تو یہ حالت
ہے کہ عید الفطر کے موقع پر کوئی نو
کے قریب جمع ہوئے تھے سو دو
ماہ کے خرچ کے لئے بمشکل مکتفی ہوئے
ماہوار آمدنی کچھ بھی نہیں آتے اور
زکوۃ وغیرہ کے متعلق جو تجاویز پیش
کی گئیں تھیں اُن پر جو کم توجہی احباب
کی طرف سے ہوئی ہے اُس کا گلہ
بھی مناسب نہیں جب کہ صدقہ فطر
کے اسّی روپے صرف چند احباب
کی ہمت سے جمع ہو گئے۔ اُمید ہے
کہ ان تجاویز پر ہمارے دوست
غور فرما رہے ہوں گے۔ اور خدا
تعالیٰ جب چاہے گا تو اس کا نتیجہ
بھی عملی صورت میں ظاہر ہو جائیگا
باقی ان مسکینوں کا استحقاق۔ اس
کے لئے اتنا عرض کر دینا کافی ہے
کہ یہ مدرسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا قائم کردہ ہے اور آپ ہی کی
توجہ اور دعاؤں سے چل رہا ہے
اور ان مساکین پر رحم کرنے والا
سوائے اس چھوٹی سی ایک جماعت
کے کون ہے عید اضحی کی تقریب
ایسی ہے کہ خرچ بھی کچھ کرنا پڑیگا
اور ہماری ذرا سی توجہ سے ایک معقول
رقم فنڈ مساکین کو حاصل ہو جائے
اس فنڈ کا خرچ قریب پانچسو روپیہ
سالانہ کے ہے۔ سو اگر پانچسو دوست
بھی ہماری جماعت میں قربانیاں
کرنے والے ہوں اور میں اُمید کرتا
ہوں کہ اس سے زیادہ بھی ہونگے
تو فی کھال ایک روپیہ کے حساب
سے اسی مبارک موقعہ پر سال بھر کا
خرچ نکل سکتا ہے اور پھر کم از کم یہ
تکلیف تو ہمارے دوستوں کی جاتی
رہے گی جو روز ان کو فنڈ مساکین
کی آمدنی نہ ہونے کے سبب سے شکایات
سننی پڑتی ہے۔ سو اب یہ ہماری
قوم کے اختیار میں ہے جو اس خیال
کو پیدا کر دکھلائے کھالوں کا مصرف
اس سے بہتر اور کونسا ہو سکتا ہے
یعنی ان مسکینوں کی پرورش جو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے زیر
سایہ پرورش پاتے ہیں بلکہ یہ امر
تو سب پر مقدم ہے۔ اس لئے ہماری
دوست خدا کے لئے اپنے ذمہ پر
ایک ڈیوٹی لگا لیں کہ نہ صرف
اپنی قربانیوں کی کھالوں کی قیمت
فنڈ مساکین میں ارسال فرما دیں
بلکہ اُن تمام احباب سے خواہ اُس
سلسلہ میں داخل ہوں اور خواہ
حسن ظن سے تعلق رکھنے والے
ہوں کھالیں لے کر اور اُنکی قیمت
وصول کر کے اس فنڈ میں ارسال
فرماویں اور اس سعی کا خدا تعالیٰ سے
اجر حاصل کریں۔

اس کے ساتھ اور بھی عرض
کر دیتا ہوں کہ جن احباب نے پہلے
عید کے موقعہ پر عید فنڈ کا ایک
ایک روپیہ ارسال نہیں کیا وہ
اب اس قصور کا اسطرح ازالہ کریں
کہ اس عید پر بجائے ایک کے دو روپیہ
کے امداد مدرسہ فرماویں۔ اسطرح
اُمید ہے کہ پہلے سے چند چہار
چند روپیہ اس عید کے موقعہ پر حاصل
ہو جائے گا۔ با وسعت احباب امید
ہے اس مبارک موقعہ پر معقول رقوم
سے امداد مدرسہ کی فرمائیں گے

الملتمس محمد علی سکرٹری کمیٹی منتظمہ
۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

یہ بھی سُننا

آج کل جب تمام اطراف عالم میں علم کی
روشنی چمک اُٹھی ہے اور ہر طبقہ کے
لوگوں نے اس سے معتدبہ فائدہ اُٹھانے
میں کوشش کی ہے اور بقدر سعی خود اس
سے بہرہ مند بھی ہوئے ہیں تو بہت
حیرانی اور تعجب ہوتا ہے یہ معلوم
کرکے کہ ہمارے بعض رسمی علماء ان دنوں
کو جو بزعم خود العلماء ورثۃ الانبیاء
کہلانے میں خصوصیت سے حصہ لیتے
اور بوسیدہ فضیلت کی ڈینگیں مارنے
میں بڑھ چڑھ کر سعی کرتے ہیں۔
کیا ہو گیا ہے اور ان کے دماغوں کو
کیوں ایسی دیمک چاٹ گئی ہے جس
سے وہ دین یا دنیا کے کسی کام کے
سمجھنے کے قابل ہی نہیں پائے جاتے
اور اسلام اور اسلامیوں کی ڈگمگاتی
کشتی کو زمانہ کے تھپیڑوں سے بچانے
کے بجائے ہلاکت کی طرف لیجانے
میں مددگار ہو رہے ہیں اور انکو نہیں
سوجھتا کہ ان کے حجرہ کی چاردیواری
سے باہر دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور
مسلمانوں کی حالت کس نازک حد تک
پہونچ چکی ہے مگر باوجود اس کے
وہ کچھ ایسے آنکھیں بند کئے پڑے ہیں کہ
گویا آنکھوں سے کام نہ لینے کی قسم کھا
رکھی ہے۔ معاملات دین میں لغو اور
بیہودہ گوئی سے اگر وہ صرف اپنی ہی
جگ ہنسائی کراتے تو چنداں پروا نہ
تھی لاکن افسوس تو یہ ہے کہ انکی حماقت
اور نادانی نے مخالفین کو اسلام پر طرح
طرح کے تیر چلانے میں کافی موقعے
دیئے ہیں جنہیں ان قل اعوذی
کٹ ملانوں کا اپنا قصور ہے جو علم
و عقل سے کام لینا ہی نہیں جانتے اور
اگر کچھ جانتے ہی ہیں تو صرف یہ کہ حلوا
دیگچے میں ہے۔ ہم ان کے مجبورانہ
کرتوتوں کے رونے کہاں تک روئیں
اسکے لئے تو بہت سے دفتر چاہئیں ابتر

ناظرین اخبار کی اطلاع کے لئے بطور
لطیفہ دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

وہو ہذا ۱

میرے ایک عزیز دوست نے جو
دیہات کا رہنے والا ہے تخمیناً ایک
ہزار میل دور مقام سے اپنے گھر میں
خط لکھا کہ میں فلاں تاریخ یہاں سے روانہ ہو
کر انشاء اللہ تعالیٰ فلاں تاریخ پر
ٹھیک ۱۲ بجے دن کے وہاں پہونچ
جاؤں گا۔ وہاں کے مولوی صاحب
(جو علم و فضل میں اپنی برابر کسیکو نہ
سمجھکر باقیوں کی بے علمی کا وعظ کیا
کرتے اور اس قصبہ میں کل کلاں مالک
سمجھے جاتے تھے) کے پاس وہ خط
پڑھنے کے لئے لے جایا گیا۔ اردو پڑھنے
کی اتنی لیاقت آپ کو کہاں تھی کہ آسانی
پڑھ سکتے ہزار دقت و خواری
جوں توں کرتے مطلب پر پہونچے اور
برافروختہ ہو کر اپنے حلقہ نشینوں
کے سامنے جھٹ پٹ فتووں کا بقچہ
کھول کر حدیث نکال لی کہ خط کا لکھنے
والا بد عقیدہ اور کافر ہے کیونکہ اُسنے
اس طرح سے وقت بتانے میں علم غیب
میں دسترس کی ہے جو نعوذ باللہ خدائی
دعویٰ ہے۔ حضرت پیر و مرشد کا یہ
فرمانا کہ مقتیل ارشاد میں مجہول العقل
مریدوں کی عقل ماری گئی اور کم عقلی کی
وجہ سے وجد میں آکے لگے آمنا و صدقنا
کہنے اور پیر و مرشد کے گیت گانے۔
دو تین دن گذرنے یہ بات تو کسی قدر
ٹھنڈی پڑگئی مگر حضرت مولوی صاحب
کے دل میں چور لگا رہا کہ کسطرح سے
راقم خط نے اسقدر دور فاصلہ سے
گھر پہونچنے کا صحیح وقت پہلے سے
معلوم کر لیا ہے۔ اس میں بہت ہی سر
پٹکے اور سر مارا کئے مگر بے علمی اور
بیوقوفی کامیابی میں مانع رہی۔ ٹھیک
ٹھیک وقت مقررہ پر خود راقم خط
بھی وہاں جا پہونچے مولوی صاحب
اور بھی چکر لگے اور ششدر رہے
کہ ہماری تو اتنی عمر گذر گئی نہ پہلے کبھی یہ
بات سنی اور نہ دیکھی۔ انگریزی انجمن
نت نئی باتیں نکل آتی ہیں۔ آخر شش
جب بہتیرا جھنجلا چکے اور نہ رہ سکے
تو راقم خط کو بلا کر اُس سے استفسار
کیا۔ انھوں نے تمام حال مسافت
اور اُس کے اندازہ کا بیان کیا اور
مولوی صاحب کے سمجھانے میں بہتیری
کوشش کی مگر حضرت فضیلت مآب
یہ معلوم کر کے کہ راقم خط حضرت
اقدس مسیح موعودؑ کا مرید اور خادم
ہے اور بھی جھنجلائے اور جامہ
سے باہر ہو گئے اور تن بدن میں
حسد کی آگ بھڑک گئی جس کے غیظ
و غضب سے انکا چہرہ سیاہ ہو گیا اور
لگے فرمانے کہ میں تو ہرگز حساب
اور اندازہ کو نہیں ماننے کا مرزا
صاحب نے تو مسیح ہونے کا دعویٰ
کیا تھا اب علم غیب میں دسترس
کر کے خدائی کے دعویدار ہونے
لگ گئے اگر ہم آپ جیسوں کی ایسی
باتیں ماننے لگ جائیں تو پھر ہماری
مسلمانی کیا رہی؟

میرا اپنا آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا
معاملہ ہے کہ ایک محفل میں تعمیر حجاز
ریلوے کا ذکر آتے ہوئے ایک
مولوی صاحب نے جو مشہور مولوی
کہلانے کے مدعی اور حضرت اقدس
مسیح موعودؑ کے پاک سلسلہ کی
مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں
ارشاد فرمایا کہ اس ریل کے اجراء
کرنے سے سخت دینی نقصان ہے اور وہ
یہ کہ اس صورت میں حج کا ثواب جاتا
رہے گا کیونکہ پیدل چلکر حج کا بڑا ثواب
ہوتا ہے اور پھر تعمیر ریل کا کام
نصاریٰ کی تقلید ہے اس لئے اس میں
مدد کرنا بمنزلہ اعانت کفر ہے۔

اب ناظرین اندازہ لگائیں کہ جس
دین کا سہارا ایسے کرم خوردہ ستونوں
پر لگا ہو وہ دین دنیا میں کے دن
کا مہمان ہو سکتا ہے۔ اور ایسے
ملّاؤں کی تلقین سے اس کی نشو ونما
کی کیا اُمید ہو سکتی ہیں۔ اور بڑی
مشکل تو یہ آپڑی ہے کہ خیرات کے
باسی ٹکڑوں کے بھروسہ نے ان کے
دماغوں کو یہاں تک بعید از کار کر دیا
ہے کہ اگر ان کے انفاس دنیوی کار
و بار میں زمانہ کی حالت کے موزون
تھے تو دین میں کچھ سوچتے اور کر
دکھاتے اور اگر یہ توفیق بھی نہ تھی
تو خاموشی ہی اختیار کرتے بادی النظر
میں ان کے اصلاح پذیر ہونے کی
کوشش اگرچہ دمہ برابر بھی کور
معلوم ہوتی ہے اور سچ تو یہ ہے
کہ ایسے افراد جن کے حق میں یہ صادق
آتا ہو ۔ بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم
ندادند ۔ کہ کس مصرف اور کام کے رہ
گئے ہیں سوائے اس کے کہ دنیا کی بری
ہے جلد اُٹھ جائیں۔ مگر نہیں۔ مجھے
ان کی ایسی حالت سے ہمدردی ہے
کہ کاش چشم بصیرت پانے کی کوشش
کریں اور حق کی ناحق مخالفت کا بوجھ
اپنے پر نہ لیں۔ انکی اس ہمدردی کے
لحاظ سے جب میں نے اس معاملہ پر سوچا
ہے تو یہی پایا ہے کہ حسد اور ضد
کی وجہ سے انکی حالت حق سے دور
افتادہ ہو رہی ہے اور اسی محرومی
کیوجہ سے وہ اپنی بے علمی شدید سے بھی
جائز فائدہ نہیں اٹھا سکتے میں اپنے
ذاتی تجربہ کے رو سے علی وجہ البصیرت
اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں
ذرہ برابر بھی حق پسندی اور حق جوئی
کا مادہ موجود ہو تو وہ آئے اور دل
کو بغض اور کدورتوں سے پاک اور
صاف کر کے نیک نیتی کے ساتھ چھ مہینے
تو مرزا میں ہو کر اپنے کو فنا فی المرزا کر
دیکھے اور پھر آزمائے کہ کسطرح ربانی
تائیدوں سے اُس کا سینہ نور سے
لبریز اور دل مکروہات دنیوی سے
پاک و صاف ہو جاتا ہے میں خدا
کے فضل اور جلال پر کامل الیقین رکھکر اتمام
حجت کے لئے دعوی کے ساتھ مسیح موعود
کی قوت قدسیہ کا زندہ نشان پیش
کرتا ہوں ۔ جسکا جی چاہے آزمالے
الہٰذا اصلاح پذیر دلونکو اسطرف جلد
رجوع کرا اور توفیق دے آمین ۔ راقم

قاضی نظیر حسین احمد سر رشتہ دار دفتر صاحب پولیٹیکل ریڈوائز قلات از مقام ڈھاڈر - بلوچستان المرقوم ۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء - فقط -

ایک حق جو اور حضرت اقدس

ایدہ اللہ بنصرہ

چند روز سے حضور مسیح موعود میں ایک حق جو ضلع گجرات سے آیا ہوا ہے اس نے عرض کی کہ مجھے ابتدا ہی سے دھرم بھاو اپنے اندر محسوس ہوتا تھا اور اسکے موافق میں اپنے خیال میں بعض نیکیاں بھی کرتا رہتا ہوں مگر مجھے دنیا اور اس کے طلبگاروں کو اپنے ارد گرد دیکھکر بہت بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور اپنے اندر بھی ایک کشمکش پاتا ہوں میں ایک بار دریائے جہلم کے کنارے کنارے میں پھر رہا تھا کہ مجھے ایک عجیب نظارہ پریم (محبت) کا تھا۔ مجھے ایک لذت اور سرور محسوس ہوتا تھا جس طرف نظر اٹھتا تھا آنند ہی آنند ملتا تھا کھانے پینے میں چلنے میں پھرنے میں غرض ہر ایک حرکت میں ہر ادا میں پریم ہی پریم معلوم ہوتا تھا۔ چند گھنٹوں کے بعد یہ نظارہ تو جاتا رہا مگر اس کا بقیہ خمار دو ماہ تک رہا۔ یعنی اس نظارہ سے کم درجہ کا سرور رہا۔ پہلے والا نظارہ اسوقت ہیں عجیب گھبراہٹ میں ہوں میں نے بہت کوشش کی کہ میں اسکو پھر پاؤں مگر نہیں ملا۔ اسی کی طلب اور تلاش میں میں لاہور بابو اویناش چندر مزومدار صاحب کے پاس آیا جو برہمو سماج کے سرگرم ممبر ہیں مگر افسوس ہے کہ وہ مجھ سے بجز چند منٹ کے اور وہ بھی اپنے دفتر میں ہی نہ مل سکے پھر میں پنڈت شونرائن ستیا نند اگنی ہوتری کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ وہ لوگ کسی قدر روحانیت کو محسوس کرتے ہیں آخر میں کوئی دو مہینے تک ان کے ہائی سکول موگا میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرتا رہا اور اپنی اصلاح میں لگا رہا۔ وہاں جانا میرا صرف اس مطلب کے لئے تھا کہ میں اپنی لائف کو بناؤں اس عرصہ میں کچھ مختصر سا نظارہ نظر آنے لگا۔ مگر میری تسلی اور اطمینان نہیں ہوا جس شانتی اور پریم کا میں خواہشمند اور جویا تھا وہ مجھے نہ ملا اگرچہ میں ممبر کے ساتھ وہاں رہنا چاہتا تھا مگر بیمار ہو کر مجھے آنا پڑا میں نے اپنے شہر میں شیخ مولا بخش صاحب کو ایک مرتبہ جلسہ اعظم مذاہب والا آپکا مضمون پڑھتے ہوئے سنا۔ میں اپنے خیال میں مست اور متفکر جا رہا تھا کہ ان کی آواز میرے کان میں پڑی۔ میری روح نے غیر معمولی طور پر محسوس کیا کہ اس کلام میں لائٹ (نور) ہے اور یہ کہنے والا اپنے اندر روشنی ضرور رکھتا ہے میں نے اس مضمون کو کئی مرتبہ پڑھا۔ اور میرے دل میں قادیان آنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر لیکھرام کے قتل کے تازہ وقوعہ کے باعث لاہور ملی نہیں اگر کسی مسلمان سے پتہ پوچھتا تھا تو وہ پتہ نہ بتاتا تھا غالباً اس کو یہ وہم ہوتا ہوگا کہ شاید یہ مرزا صاحب کے قتل کو جاتا ہے بہرحال میرے دل میں ایک کشمکش پیدا ہو رہی تھی اب وہ میری آرزو پوری ہوئی ہے۔ اور میں اپنی زندگی کو بنانا چاہتا ہوں۔ اسی غرض کے واسطے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

اسپر حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں ارشاد فرمایا۔

حقیقت یہی ہے کہ انسان کو پوست اور چھلکے پر ٹھیرنا نہیں چاہیئے۔ اور نہ انسان پسند کرتا ہے کہ وہ صرف پوست پر قناعت کرے۔ بلکہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اور **اسلام** انسان کو اسی مغز اور روح پر پہونچانا چاہتا ہے جس کا وہ فطرۃً طلبگار ہے۔ یہ نام ہی ایسا نام ہے کہ اس کو سنکر روح میں ایک لذت آتی ہے اور کسی مذہب کے نام سے کوئی تسلی روح میں پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً آریہ کے نام سے کون سی روحانیت نکالیں۔ اسلام سکینت شانتی۔ تسلی کے لئے بنایا گیا ہے۔ جس کے واسطے انسان کی روح بھوکی پیاسی ہوتی ہے۔ تاکہ اس نام کا سننے والا سمجھ لے کہ اس مذہب کا سچے دل سے ماننے والا اور اسپر عمل کرنے والا خدا کا عارف ہے مگر بات یہ ہے کہ اگر انسان چاہے کہ ایک دم میں سب کچھ ہو جائے اور معرفت الٰہی کے اعلیٰ مراتب پر یکدفعہ پہونچ جائے یہ کبھی نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہر ایک کام تدریج سے ہوتا ہے دیکھو کوئی علم اور فن ایسا نہیں جسکو انسان تامل اور توقف سے نہ سیکھتا ہو ضروری ہے کہ سلسلہ وار ...

وہ بیج بو کر انتظار کرنا پڑتا ہے اول وہ اپنی عزیز شے اناج کو زمین میں ڈالدیتا ہے جسکو ممکن ہے جانور چگ جائیں یا مٹی کھا لے یا کسی اور طرح ضائع ہو جائے مگر تجربہ اسکو تسلی دیتا ہے کہ نہیں ایک وقت آتا ہے کہ یہ دانے جو اسطرح پر زمین کے سپرد کئے گئے ہیں بارور ہوں گے اور یہ کھیت سرسبز لہلہاتا ہوا نظر آئے گا۔ اور یہ خاک آمیختہ بیج رزق بن جائیں گے۔

اب آپ غور کریں کہ دنیاوی اور جسمانی رزق کے لئے جسکے بغیر کچھ دن آدمی زندہ بھی رہ سکتا ہے چھ مہینے درکار ہیں حالانکہ وہ زندگی جسکا مدار جسمانی رزق پر ہے ابدی نہیں بلکہ فنا ہو جانے والی ہے پھر روحانی رزق جو روحانی زندگی کی غذا ہے جسکو کبھی فنا نہیں اور وہ ابدالآباد کے لئے رہنے والی ہے۔ دو چار دن میں کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اگرچہ اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک دم میں جو چاہے کرے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے نزدیک کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ اسلام نے ایسا خدا پیش ہی نہیں کیا جو مثلاً آریوں کے پیش کردہ

اعتذار

الحکم کی یہ کاپی نمبر ۱۰ پر لکھی جا رہی تھی کہ اتفاق سے یہ نمبر ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے یہ نمبر دو دن کی دیر سے اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)